

تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد اور منہاج

سید قدرت اللہ فاطمی

تحقیقاتِ اسلامی کے مقاصد و منہاج کے اساسی اصول اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں متعین کر دیئے گئے ہیں۔ میں اس وقت آپ کی خدمت میں دستورِ پاکستان کی ان دفعات کو پیش کروں گا جن میں تحقیقاتِ اسلامی کے بارے میں بلا واسطہ یا بالواسطہ کہا گیا ہے اور اس کے بعد ان دفعات کے اہم مندرجات کی توضیح و تشریح چند تاریخی مثالوں سے کروں گا۔

ہمارے دستور کی دفعہ ۲۰۷ یہ لازم قرار دیتی ہے کہ
”ادارہ تحقیقاتِ اسلامی کے نام سے ایک ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے گا، جس کے قیام کا حکم صدر جمہوریہ جاری فرمائیں گے۔“

اس ادارے کے قیام کا مقصد یہ ہو گا کہ یہ مسلم معاشرے کو صحیح اسلامی تعلیمات کی اساس پر دوبارہ تعمیر کرنے کے لئے اسلامی تحقیق اور تعلیم کا بندوبست کرے۔“

اس دفعہ کی روش سے ”مسلم معاشرے کی صحیح اسلامی تعلیمات کی اساس پر تعمیر نو“ اسلامی تحقیقات کا بنیادی مقصد قرار پائی۔ دستور کے مقدمہ میں اس تعمیر نو کے مبادیات اور اصول بالتفصیل گنوائے گئے ہیں مقدمے کے الفاظ یہ ہیں:
”ہر گاہ کہ ملتِ پاکستان کا یہ عزم ہے کہ (ب) وہ مملکتِ پاکستان میں جمہوریت، آزادی، مساوات اور عدل اجتماعی کے وہ اصول نافذ کرے جن کی اسلام نے ہدایت فرمائی ہے اور (ج) ایسی مملکت کا قیام عمل میں لائے جس میں جمہوریہ پاکستان کے لئے اسلامی تعلیمات کو اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے مواقع فراہم ہوں۔“

”اصولِ سیاست“ کے باب میں دستورِ پاکستان کی قرار داد یہ ہے کہ

”مسلمانانِ پاکستان کو وہ سہولتیں فراہم کی جائیں، جن کے ذریعہ وہ اسلام کے اساسی اصول کے مطابق

اپنی زندگیاں استوار کر سکیں۔

ظاہر ہے کہ یہ سہولتیں فراہم کرنا اسلامی تحقیقات ہی کا فرض اولین ہے۔

”اصول قانون سازی“ کے باب میں دستور پاکستان نے دانشگانِ الفاظ میں یہ اعلان کیا ہے کہ ”کوئی قانون اسلام کی شریعت کے منافی ہرگز نہ ہوگا۔“ یہ بھی تحقیقات اسلامی ہی کا منصب اور فریضہ ہے کہ وہ یہ متعین کرے کہ کونسا قانون شریعت اسلامی کے موافق اور کونسا اس کے منافی ہے۔

دستور پاکستان کی یہ تصریحات دس کروڑ پاکستانی مسلمانوں کی آرزوؤں اور تمنائوں کا ثمرہ ہیں۔ نہ صرف پاکستان بلکہ پورے بڑے عظیم ہندوستان کے مسلمانوں کی طویل اور عظیم جدوجہد کا حاصل یہ ہے کہ ہم اس بڑے عظیم مسلمانوں کے لئے ایک الیادین بنائیں جہاں مسلمان اسلامی تعلیمات کی اساس پر اپنے معاشرے کی تعمیر نو کر سکتے ہوں۔
خواتین و حضرات! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو یہ یاد دلاؤں کہ آج ہم جہاں مجتمع ہیں اس شہر سے سو میل سے کم کے دائرے کے اندر اس جہاد پاکستان کی اولین جنگیں لڑی گئی تھیں۔ اکوڑہ، حضرہ، ہنڈ، پنجاب، شکاری، زیدہ، تربیلا، امب، مردان اور بالا کوٹ کی لڑائیاں ہمارے جہاد کے روشن مینارے ہیں۔ اس جہاد کے جس کا مقصد واحد یہ تھا کہ اس سرزمین پر ایک مملکت ایسی قائم ہو، جہاں معاشرے کی بنیادیں حقیقی اسلامی تعلیمات پر استوار کی جاسکیں۔

سعودی عرب کے مہمانانِ گرامی قدر! شاید یہ آپ کی دلچسپی کی بات ہو کہ اسلام کے ان مجاہدوں کو ان کے معاندین نے وہابی ہونے کا طعنہ دیا تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ ان مجاہدین کے امیر و امام سید احمد شہیدؒ بجا طور پر نجدی شاعر عمران بن رضوان کی زبانی یہ برملا اعلان کر سکتے تھے کہ

ان کمان تالبع احمد متوہباً فأننا المقتر بآنتی وھابی

(اگر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیروکار وہابی ہے۔ تو ہاں، مجھے اپنے جرم و فاکا اعتراف ہے۔ میں وہابی ہی ہوں)

أنفی الشریک فلیس لی ربّ سوی المتفرّ الدوھاب

(میں خدا کے ساتھ شرکت کے ہر دعویدار کو رد کرتا ہوں، سوائے یگانہ و وہاب اللہ کے کوئی میرا پروردگار نہیں)

سید احمد شہیدؒ اور شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریکات کے اغراض و مقاصد اور طریق کار و تدویر العمل

میں بہت زیادہ مماثلت ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ سید شہیدؒ نے جہاد کی دعوت اپنے سفر حج اور مکہ معظمہ میں یک سالہ طویل قیام سے لوٹنے کے بعد ہی دی تھی۔ ان اسباب کے پیش نظر اس عام نظریے کو قبول کرنے کے لئے بڑی گنجائش موجود ہے۔ سید احمد شہیدؒ کی تحریک جہاد شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہابؒ کی دعوت کا نقش ثانی تھی۔ سید شہیدؒ کی

تحریک کا منبع اصلی کیا تھا، اس کے بارے میں بڑی علمی بحث ہوتی رہی ہے۔ اس بحث سے قطع نظر اس امر میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ نام نہاد وہابی تحریک بقول علامہ و عارف اقبالؒ موجودہ اسلام کے قلب کی پہلی حرکت تھی، علامہ اقبال اپنے اس خطبے میں آگے چل کر یہ فرماتے ہیں: "ایشیا اور افریقہ میں جتنی بھی اسلامی تحریکیں ابھر سیں وہ بلا واسطہ یا بالواسطہ وہابی تحریک ہی کی خوشہ چیں رہی ہیں۔" علامہ اقبالؒ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اس تحریک کی سب سے نمایاں خصوصیت وہ روح حریت ہے جو اس میں جاری و ساری ہے۔ اور امام ابن تیمیہؒ کی طرح شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ بھی اس بات کے قائل تھے کہ فقہ کے مذاہب اربعہ پر اجتہاد ختم نہیں ہوا بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ نفوس پر از سر نو نظر ڈالی جائے اور ان سے مسائل حاضرہ کا حل تلاش کیا جائے۔

یہ "روح حریت" جسے علامہ اقبال وہابی تحریک کی نمایاں ترین خصوصیت بتا رہے ہیں، نہ صرف اسلامی بلکہ ہر نوع کی تحقیق کے لئے لایبدي ہیں۔ البتہ اسلامی تحقیق کے لئے روح حریت کے علاوہ چند اور شرائط بھی لازمی ہیں۔ وہ شرائط کیا ہیں؟ ان کو جس قدر ایجاز کے ساتھ شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہابؒ نے اپنی تصنیف الاصول الثلاثة وادلتہا میں بیان کیا ہے۔ اس کی نظیر مجھے کہیں اور نظر نہیں آئی ہے۔ میں اس کا اقتباس پیش خدمت کرتا ہوں:-

اعلم رحمك الله انه علينا تعلم أربع مسائل: الأولى العلم وهو معرفة الله و معرفة نبیه و معرفة دين الاسلام بالادلة الثانیة العمل به. الثالثة الدعوة الیه الرابعة الصبر علی الاذى فیہ والریل قول اغان. بسم الله الرحمن الرحیم والعصر ان الانسان نفی خسر الا الذين آمنوا وعملوا الصلحت و توا صوابا لحق و توا صوابا الصبر قال الشافعی رحمه الله لوما انزل الله حجة علی خلقه الا هذه السورة لكفهم وقال البخاري رحمه الله "باب العلم

جان لو۔ خدا تم پر رحم کرے۔ کہ ہم پر چار چیزوں کا سیکھنا واجب ہے۔ اول علم اور وہ یہ ہے کہ ہم اللہ اور اس کے نبی صلعم اور دین اسلام کو دلیلوں کے ذریعہ پہچانیں۔ دوم اس پر عمل۔ سوم اس کی طرف دعوت دینا۔ چہارم اس راہ میں جو اذیت پہنچے اس پر صبر کرنا اور ان دعاوی پر ہماری دلیل ہے فرمان خداوندی سورۃ العصر (متم ہے زمانے کی، انسان خسارے میں ہے سوائے ان کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور جنہوں نے حق بات کی ایک دوسرے کو نصیحت کی اور جنہوں نے اس نصیحت کے لئے صبر سے کام لیا، امام شافعیؒ کا ارشاد ہے: "اگر خدا اپنی مخلوق کے لئے اس سورۃ کے علاوہ کوئی اور رحمت نہ اتارتا تو یہی کافی ہوتی۔" امام بخاری نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے کہ

”علم کو قول (یعنی اظہار عقیدہ) اور (مذہبی) اعمال پر فوقیت
 حاصل ہے“ اور اس پر دلیل ہے فرمان خداوندی: فاعلم ان الله
 لا اله الا الله الآیۃ (پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
 نہیں اور اپنے گناہ کی مغفرت طلب کرو) اس آیت میں خدا نے
 علم یعنی جاننے کو قول اور عمل سے پہلے بیان کیا۔

اس اقتباس میں سب سے اہم اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام العلم بالادلۃ پر زور دے رہے ہیں
 اور خود ان کا یہ اقتباس اس علم بالادلۃ کا ایک کامیاب عملی نمونہ ہے۔ حضرت شیخ الاسلام کے طرز تحریر کی
 ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ ایک جملے میں ایک دعویٰ پیش کرتے ہیں اور اس کے فوراً بعد اگلے جملے میں اس کی
 دلیل، اس کی سند پیش کر دیتے ہیں۔ (ادلۃ) پر یہ زور، استناد پر یہ امر تحقیق کے منہاج کی اصل
 ہے۔ بلکہ تحقیق کی اگر جامع و مانع تعریف کی جائے تو اس کے لئے العلم بالادلۃ سے زیادہ موزوں تعریف نہیں
 ملے گی۔ دوسرا قابل غور نکتہ یہ ہے کہ شیخ الاسلام کا نظریہ یہ ہے کہ العلم فوق القول والعمل یعنی علم مذہبی عقیدے
 کے قوی اعتراف اور عملی اظہار پر فوقیت رکھتا ہے، اسلامی تحقیق کی اساس علم کے عقیدے اور عمل کی فوقیت ہی
 پر استوار کی جاسکتی ہے۔

میں نے چند لمحے پیشتر علامہ اقبال کا یہ قول نقل کیا تھا کہ وہابی تحریک کی سب سے نمایاں خصوصیت اس کی روح
 حریت ہے۔ شیخ الاسلام کے طرز تحریر کی پیروی کرتے ہوئے مجھ پر لازم آتا ہے کہ میں اس دعوے پر دلیل آپ کی خدمت
 میں پیش کروں۔ وہو ہذا: آج سے چالیس سال قبل سلطان عبدالعزیز آل سعود کے حکم سے قاہرہ کے مطبعۃ المنار
 میں علامہ رشید رضا کی زیر نگرانی چند قیمتی رسائل کا ایک مجموعہ التحفۃ السنیۃ کے نام سے شائع ہوا تھا۔ اس
 مجموعہ رسائل میں تیسرا رسالہ امام عبداللہ بن شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب کی تصنیف ہے، اس رسالہ میں ایک
 عبارت یوں درج ہے :-

لا تنکر علی من قلہ أحد الأئمۃ ہم چار اماموں میں سے کسی کی تقلید کرنے والے کو رد نہیں کرتے
 الأربعة دون غیرہم لعدم البتۃ ان کے علاوہ کسی اور امام کی تقلید کو رد انہیں رکھتے کیونکہ
 ضبط مذهب الغیر۔ کسی اور کی فقہ مدون نہیں ہے۔

اسی رسالے کے جامع و مصحح نے سرکاری طور پر شائع شدہ رسالہ کی اس عبارت پر جو حاشیہ چڑھایا ہے

وہ قابل غور ہے۔ حاشیہ میں درج ہے:

والظاہر ان صاحب هذه الرسالة
والد له لم يطلعوا على كتب الزيدية
في الفقه ولو اطلعوا عليها لعلموا
ان فقههم مدون وكذلك الامامية
وان الفرق بينه وبين فقه
الاربعة قليل قلنا قال احد
مجتهديه قولا انفر دب مخالف
الاجماع قبله وكيف وهم
يحتجون بالاجماع ولعمل السلف؟
وكذا باحاديث دواوين السنة
المشهوره كالكتب السنة وقد كان
مشائخنا يقولون كما قال مشايخ
نجد ان سبب حصر التقليد في
فقه الامر لربعة دون سائر مجتهدى
الامة هو تدوين مذاهبهم دون
غيرها وهذا غلط سببه عدم
الإطلاع.

ظاہر ہے کہ اس رسالے کے مصنف اور ان کے والد (شیخ الاسلام محمد
بن عبدالوہاب) زیدی (شیعہ) فقہ کی کتابوں کے بارے میں نہیں
جانتے تھے۔ اگر انہیں اطلاع ہوتی تو وہ جانتے کہ ان کی فقہ
مدون ہے اور یہی حال امامیہ (جعفری شیعہ) فقہ کا ہے۔
انہیں یہ بھی معلوم ہوتا۔ زیدی فقہ اور ائمہ اربعہ کی
فقہوں میں بہت کم فرق ہے۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ زیدی
مجتہد اپنے سے پہلے لوگوں کے اجماع کے خلاف اپنی انفرادی
رائے کا اظہار کرتے ہوں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ
ان کے نزدیک اجماع اور عمل سلف حجت ہے
ہے؟ اور اسی طرح وہ سنت نبوی کے مشہور
ذخیروں مثلاً صحاح ستہ کو سند مانتے ہیں۔ نجد
کے علماء کی طرح ہمارے ملک (مصر) کے علماء اور
شیوخ بھی یہی کہا کرتے تھے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب
میں تقلید کے حصر کا سبب یہ ہے کہ ان کی فقہیں مدون
ہیں جب کہ دوسرے ائمہ کی فقہ مدون نہیں یہ
قول غلط ہے۔ اس کا سبب عدم
واقفیت ہے۔

اس حاشیہ سے یہ صاف ظاہر ہے کہ ان رسائل کے جامع و مرتب نے تاریخی حقائق کے پیش نظر
اپنے اہم وقت بلکہ خود شیخ الاسلام، تمام مشائخ نجد اور خود مصر کے تمام مشائخ و علماء کے ایک اہم عقیدے
کی واضح تغلیط اور تردید کر ڈالی ہے۔ اور یہ اہم عقیدہ جسے فاضل مرتب رد کر رہے ہیں یہ ہے کہ تقلید اہل سنت کے
چار اماموں کی فقہ میں منحصر ہے۔ اس کے برخلاف وہ برملا اس تاریخی حقیقت کا اظہار کر رہے ہیں کہ اہل تشیع میں
سے زیدی اور امامیہ (جعفری) فقہ بھی ویسی ہی مدون ہے جیسی سنی فقہ۔ بالخصوص زیدی فقہ کے اہل سنت کے

فقہی مذاہب سے قریب ہونے کو بالتفصیل اور بتاکید واضح کر رہے ہیں۔ یہ ہے وہ روحِ حریت اور جراتِ علمی وہ اذعانِ حقائق، قولِ سلف پر قولِ حق کو ترجیح دینے کی وہ ایمانی قوت اور وہ ناقذانہ بصیرت جو اسلامی تحقیق کی منہاج کے لوازمات میں داخل ہیں۔

سعودی عرب کی وہابی مملکت کے مہمانانِ گرامی قدر! آج آپ حضرات کا ورودِ باسعود اسلامی تحقیق کے مقصد و منہاج کے بارے میں جن چند پریشان خیالات کے انگلیخت کا باعث ہوا تھا انہیں میں نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور شیخ الاسلام محمد بن عبد الوہاب اور ان کے ارشد تلامذہ کی تصانیف کے چند اقتباسات کی زبانی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس امید پر کہ یہ ہدایات ہم تحقیقاتِ اسلامی کے ادنیٰ سپاہیوں کے لئے شمعِ راہ ثابت ہوں۔ ووفقنا اللہ لیسایحبت و سیرضیٰ۔

سلام علی نجدی ومن حل بالجند والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مجموعہ قوانینِ اسلامی

(جلد اول)

تنزیل الرحمن (ایڈوکیٹ) اعزازی پروفیسر ادارہ تحقیقات اسلامی

ادارہ تحقیقات اسلامی نے اسلامی قوانین کو جدید انداز پر مدون کرنے کا جامع منصوبہ بنایا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

جلد اول میں نکاح، مہر اور نفقہ سے متعلق قوانینِ اسلام شامل ہیں۔ ان میں احکام کے ماخذ، اسباب و علل، قانونی اثرات و نتائج، فقہی اختلافات اور عدالتی فیصلوں کا تنقیدی و تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔

قیمت : دس روپے



صفحات : ۳۴۸

ادارہ تحقیقاتِ اسلامی لاہور لائسنسڈ